ڈاکٹر حمیرا اشفاق
صدرِ شعبہ اردو برائے خواتین، بین الاقوامی اسلامی یونی ورسٹی، اسلام آباد

نو آبادیاتی ہندوستان میں پردہ اور تعلیمِ نسواں کے مباحث کا تجزیاتی مطالعہ

بحوالہ خصوصی مجلّہ "خاتون"

Dr. Humaira Ishfaq
Head Department of Urdu, Women Campus, International Islamic University, Islamabad.

An Analytical Study of the Discourse on the Veil and Women Education in Colonial India with Special Reference to Magzine "Khatoon"

Monthly *Khatoon* appeared in 1904 from Aligarh under the editorship of Sheikh Abdullah, to promote female education among Muslims in colonial India. For 10 years of its existence, 1904-1914, *Khatoon* played great role in emergence and promotion of Muslim girls earlier at primary level. Later the school grew to college level. Sheikh Abdullah and his wife Waheeda Jahan devoted their whole life in this cause. Undoubtedly, it was monthly "*Khatoon*" which became the source of inspiration for female education in Muslim India.

Key words: *Aligarh, Editorship, Promote, Female Education, Emergence, Inspiration.*

بیسویں صدی کا ہندوستان نئی تبدیلیوں ،رویوں اور رجحانات کا عکاس ہے۔یہی وہ دور ہے جس میں نو آبادیاتی رویوں کی حمایت اور مزاحمت نے کئی نئے مباحث اور مکاتب فکر کو ایک دوسرے کے مدِ مقابل لا کھڑا کیا۔یوں دو دھاروں میں بٹے ہوئے نو آبادیاتی مسلمان ایک طرف تو تہذیبی بحران کا شکار ہو کر اپنی شناخت کے خدو خال کو کسی طرح بر قرار رکھنے کی تگ و دو میں مصروف تھے تو دوسری طرف مولوی چراغ علی اور سر سید احمد خان جیسے مفکرین نو آبادیاتی صورتِ حال کو ناگزیر تصور کر رہے تھے۔

اس دوران عالمی تناظرات، سیاسی مباحث، لسانی جھگڑے، قومیت کے نظریات اور جدید اور قدیم علوم کی ضرورت اور افادیت جیسے موضوعات سے ہندوستان کی فضا گونج رہی تھی۔ یہ ساری لڑائیاں اور علوم کی تفریق و تقسیم صرف مردان خانوں تک محدود تھی کیونکہ طبقہ ءاناث کو زنان خانوں کی دیواروں میں بچوں کی پرورش اور گھرداری کی زمہ داریاں سونپی گئی تھیں۔ روشن خیالی کی کہیں ایک معمولی کرن بھی زنان خانوں کی کھڑکیوں پر دستک نہ دے دے اس لیے وہاں خواہش کے پردے کی دیوار کو اور بھی دبیز کر دیا گیا تھا۔ اس صورت حال کی عکاسی ایس داس کے الفاظ میں یوں کی گئی ہے:

> The Fact that Purdah turn the Zeenana into the exclusive dwelling –place of women had far-reaching effects …..even within the house itself it made for a sharp division of family life into two sections , zenana and men's quarters. The outer rooms and verandahs became closed territory for the women. They never visited them except on rare and furtive excursions, and when fully assured that no men were about. (۱)

پردے کی اس سختی کی وجہ سے خواتین کے لیے تعلیم کے دروازے بند کر دیے گئے تھے۔ جب کہ اسلام میں علم حاصل کرنے کے لیے مرد اور عورت میں کوئی فرق نہیں رکھا گیا۔ ایسے میں شیخ عبداللہ جیسے مفکرین نے عمومی روش سے ہٹ کر انفرادی مگر مشکل راہ اختیار کی جس میں زنانہ مدارس کے قیام کی ضرورت اور اہمیت کا نوہ بلند کیا۔

"پردہ" کو ایک اعلیٰ طبقے کی برتری کے طور پر بھی پیش کیا جارہا تھا جس کی مثالیں ہمیں ہندو اور مسلمانوں دونوں کے اشرافیہ کلچر میں واضح نظر آتی ہیں۔ پردے کا موضوع بطورِ خاص زیر بحث لائے جانے کا مقصد یہ ہے کہ اس سے مسلم خواتین کی سب سے بڑی مشکل یعنی گھر سے باہر نکلنا نا صرف معیوب سمجھا جاتا تھا بلکہ تعلیم کے حصول کی محض صورت گھر کے اندر بچیوں کی معمولی تعلیم جس میں پڑھنا تو قرآنی تعلیم کے لیے پھر بھی سکھایا جاتا تھا لیکن لکھنا ممنوع تھا۔ سر سید کے تعلیم نسواں سے متعلق خیالات کا تجزیہ کرتے ہوئے شیخ عبداللہ لکھتے ہیں کہ:

> سر سید ایک طرح سے لڑکیوں کی تعلیم کے لیے مدرسہ جاری کرنے کے مخالف تھے۔ اس لیے ان کے شاگردوں اور ہم خیال لوگوں میں بھی اس کی طرف توجہ نہ تھی۔ ۱۸۹۶ میں محمڈن ایجوکیشنل کانفرنس کے ساتھ ایک شعبہ تعلیم نسواں بھی قائم ہوا تھا۔ لیکن ۱۹۰۲ تک اس کا نہ کبھی کوئی جلسہ ہوا اور نہ اس کے متعلق کوئی کام ہوا۔۔۔(۲)

مولوی ممتاز علی، آفتاب احمد خان اور شیخ عبداللہ جیسے نوجوان جو سرسید احمد خان کے نظریات کے ناصرف حامی تھے بلکہ ان کی شخصیت سے مرعوب بھی تھے۔ انہوں نے سرسید احمد خان کی تعلیمِ نسواں کی مخالفت کو عقلی بنیادوں پر تسلیم نہ کرتے ہوئے طبقہءِ نسواں کی حمایت کا اعلان کر دیا۔ جس کی ایک شکل ہمیں مولوی ممتاز علی کی کتاب "حقوقِ نسواں "میں نظر آتی ہے اور دوسری "تہذیبِ نسواں "کے اجراء کی صورت میں۔ دوسرا اہم قدم محمدی بیگم (زوجہ مولوی ممتاز علی) کی ادارت تھا۔ کیونکہ یہی وہ زمانہ ہے جب خواتین کے نام کے اول حرف یا خاندان کے کسی مرد کی نسبت شائع کیے جاتے تھے۔ یہ ساری کاوشیں اس وقت ایک منظم شکل میں ڈھل گئیں جب محمڈن اینگلو اوریئنٹل کانفرنس میں شعبہ خواتین کا قیام عمل میں لانے کی سفارش کی گئی۔ جس میں شیخ عبداللہ نے بطور سیکرٹری اپنی خدمات دینے کا اعلان کیا جسے بغیر کسی پس و پیش کے منظور کر لیا گیا۔

شیخ عبداللہ نے ناصرف خواتین کی باقاعدہ تعلیم کا اعادہ کیا بلکہ اس کو عملی شکل دینے کے لیے ہر ممکنہ کوشش کی۔ ایک طرف تو انہوں نے گورنمنٹ سے فنڈز لینے کی کوششیں جاری رکھیں دوسری طرف انہوں نے بیگم بھوپال سکندر جہاں بیگم کے نام ایک خط لکھا جس میں ان کی تعلیمِ نسواں کی کاوشوں کو سراہتے ہوئے علی گڑھ میں ایک زنانہ مدرسے کے قیام کے لیے ان کی سرپرستی کی درخواست کی۔ اس واقعے کا مفصل ذکر شیخ عبداللہ اپنی زوجہ محترمہ وحیدہ بیگم کی سوانح عمری میں مفصلہ طور پر کرتے ہیں۔ تعلیمِ نسواں میں بیگم عبداللہ کی خدمات کا ذکر ناگزیر ہے۔ انہوں نے پہلی مرتبہ گھر میں چند خواتین کو دعوت پر بلا کر باقاعدہ سکول کی تجویز پیش کی تھی۔ جسے ان کی ہم خیال بیبیوں نے بخوشی قبول کیا۔ جیسے کہ پہلے بھی ذکر کیا جا چکا ہے کہ تعلیمِ نسواں کے فروغ میں ایک بڑا مسئلے پردے کا تھا جسے مذہبی سے زیادہ ثقافتی جبر کے طور پر اپنایا جا چکا تھا۔ بیگم عبداللہ اور شیخ عبداللہ نے اس مسئلے کے حل کے طور پر سکول کے ساتھ ہی بورڈنگ سکول کے قیام کی تجویز بھی سامنے رکھی تاکہ شرفاء کی بیٹیاں بہنیں آنے جانے کی مشکل سے بچتے ہوئے گھریلو ماحول میں باقاعدہ دینی اور دنیوی تعلیمات سے مستفید ہو سکیں۔ سکول کے قیام سے لے کر اس کے اجراء تک کی مشکلات کی ایک طویل فہرست ہے لیکن یہ ادارہ ناصرف قائم ہوا بلکہ بعد ازاں کالج اور یونیورسٹی تک فروغ پایا۔

خواتین میں تعلیم کی اہمیت اجاگر کرنے کے لیے شیخ عبداللہ نے ایک زنانہ اخبار جاری کرنے کا فیصلہ کیا جس کا نام "خاتون" تجویز کیا گیا۔ جس کا پہلا اجلاس اکتوبر ۱۹۰۲ میں منعقد ہوا۔ دوسرا نومبر ۱۹۰۲ میں اور تیسرا دسمبر ۱۹۰۳ میں اور تین چار سال تعطل کے بعد چوتھا اجلاس ۲۳ دسمبر ۱۹۰۷ کو منعقد ہوا۔ اس جلسہ میں دہلی مین ایک زنانہ سکول کے قیام کی نوید سنائی گئی جس میں بلا تمیز مہذب لڑکیوں کو داخلہ دینے کی بات کی گئی۔ اس کی مذید وضاحت درج ذیل اقتباس سے ہوتی ہے:

یہ انجمن پردہ نشین مستوراتِ دہلی کی انجمن ہے، ۱۹۰۲ میں چند روشن خیال بی بیوں کے دلوں میں اس کے قائم کرنے کا خیال پیدا ہوا۔ اس کی پریذیڈنٹ سکندر جہاں بیگم صاحبہ اور سیکرٹری سلطانہ بیگم اور مسز شیخ عبد اللہ ہیں۔(۳)

"خاتون" پہلا شمارہ ۱۹۰۴ میں منظر عام پر آیا۔ اگرچہ اس سے پہلے بھی منشی محبوب عالم اور مولوی ممتاز علی کی کوششوں سے کئی زنانہ رسائل خواتین کی تعلیم و تربیت کے لیے جاری کے جا چکے تھے لیکن "خاتون" کی انفرادیت یہ تھی کہ اس کا مقصد بنیادی طور پر خواتین کی رسمی تعلیم کے دروازے کھول کر ان کی مخفی صلاحیتوں کو قومی فرائض کے لیے استعمال میں لانا تھا۔

اس رسالے کے اجراء کی ضرورت واضح کرتے ہوئے شیخ عبد اللہ لکھتے ہیں کہ:

جس قدر مردوں کی حالت پر توجہ کی ضرورت ہے اسی قدر عورتوں کی حالت پر، ہم نے اس ضرورت کا لحاظ کرنا اپنا فرض سمجھا ہے اور ہم نے اپنا فرض ادا کرنے کی صورت میں رسالہ "خاتون" کا جاری کرنا قرار دیا ہے۔ "خاتون" ایک ماہانہ رسالہ ہو گا جس میں صرف عورتوں کے متعلق مضامین ہوں گے۔(۴)

اسی بات کو مولوی سید احمد صاحب دہلوی اپنے مضمون 'تعلیم میں مردوں اور عورتوں کا حق برابر ہے'، جو دسمبر ۱۹۰۴ میں لکھا گیا۔ اس میں انھوں نے اس بات پر زور دے کر کہا:

"خاتون" کے پہلے نمبروں میں ہم اپنی اولاد کی بہبودی کی خاطر مستورات کی تعلیم لائے بلکہ فرض ثابت کر کے لکھ چکے ہیں کہ
ان کی تعلیم میں غفلت اور کوتاہی کرنی اپنی آئندہ نسل اور موجودہ اولاد کے حق میں کانٹے بونے ہیں۔ کیونکہ تعلیم یافتہ عورتیں، قومی تہذیب، قومی قوت، خاندانی عزت اور دولت کا ذریعہ ہیں اور ساتھ ہی یہ اعتراض بھی رفع کر چکے ہیں کہ عورتیں ہمارے خیال کے موافق ناقص العقل اور بیوقوف نہیں ہیں بلکہ ان میں مردوں کی نسبت زیادہ قابلیت کا مادہ پایا جاتا ہے۔ بس اب تعلیم النساء کے انکار کی کوئی وجہ نہ رہی اور اگر ہے تو صرف اتنی کہ یہ اس تعلیم کا حق بھی رکھتی ہیں یا نہیں اور ان کا حق مردوں کے حق کے برابر ہے یا نہیں۔۔۔(۵)

مجلہ "خاتون" میں ہندوستان میں خواتین کی تعلیم کے حوالے سے متعدد مضامین شائع کیے گئے، جن میں ان کی تعلیمی اہمیت کو اجاگر کیا گیا۔ ایک مضمون میں یوں لکھا گیا

الحمد اللہ اب وہ زمانہ آ گیا ہے کہ تعلیمِ نسواں ایک مسلم الثبوت قومی ضروریات مان لی گئی ہے کہ خود 'خاتون' کی ہستی دال ہے اس قوت شاید ہی کوئی ایسا "اگلے سکول" کا متعصب ہو گا کہ جس کو اس کے جواز و مصلحت میں کلام ہو، پس اس امر میں بحث کرنا، کہی ہوئی کہانی کا دہرانا ہے۔(۶)

مولوی ممتاز علی جیسے ہم خیال لوگوں نے بھی "خاتون" میں شائع ہونے والے مضمون کا حوالہ دیتے ہوئے اس مقالے کی عامیانہ زبان پر اعتراض کرتے ہوئے اسے بند کروانے کے لیے نواب محسن الملک کو خط لکھا۔ شیخ صاحب نے اس مسئلے کا حل یہ نکالا کہ نواب محسن الملک کا یہ مضمون شائع کیا جس سے معترضین کو تسلی ہوئی کہ علی گڑھ کالج کی مجلسِ عاملہ کے خلاف نہیں ہے۔

۔۔۔۔اس کے ذریعے سے جس قدر اچھا لٹریچر عورتوں کے پڑھنے کے لیے جمع ہو گیا اس قدر لٹریچر اس سے قبل کبھی یکجا نہیں ہوا تھا۔ علاوہ اچھا لٹریچر بہم پہنچانے کے اس رسالے نے تعلیمِ نسواں کے مقصد کی اس قدر اشاعت کی کہ چاروں طرف سے تعلیمِ نسواں کی ضرورت کے متعلق آوازیں بلند ہونے لگیں۔ یہ رسالہ ۱۹۱۴ تک جاری رہا۔۔۔۔۔(۷)۔

شیخ عبد اللہ "خاتون" کے ایڈیٹوریل میں اپنے مؤقف کی وضاحت کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ:

عورتوں کی تعلیم کا بار اٹھانا ہر ایک مہذب قوم کے لیے اسی قدر ضروری ہے جس قدر مردوں کی تعلیم کا بار اٹھانا ضروری ہے۔ جب تک کوئی قوم اپنی عورتوں کو مساوات کا درجہ دے کر اپنی ترقی میں ان سے امداد حاصل نہ کرے گی وہ کبھی مہذب، متمول اور با اخلاق نہیں ہو سکتی۔(۸)

"خاتون" کی باقاعدہ اشاعت نے خواتین کی تعلیم اور پردے کے مباحث کو خاطر خواہ جگہ دی۔ مدیر کی طرف سے بار بار تاکید کی جا رہی ہوتی تھی کہ گورنمنٹ کی طرف سے خواتین کی تعلیم کے فروغ کے لیے جاری کردہ سکیموں میں حصہ لیا جائے تاکہ بہترین سکول قائم کیے جا سکیں۔ سکولوں کے قیام سے بھی زیادہ ایک مسئلہ درپیش تھا کہ مدارس میں تعلیم کے لیے پڑھی لکھی استانیاں کہاں سے لائی جائیں۔ اس مقصد کے لیے پہلے نارمل سکول قائم کیے گئے تاکہ استانیوں کی تعداد بڑھائی جائے۔ اس ضمن میں بھی "خاتون" ایک ایسا اشاعتی مرکز تھا جس کے ذریعے خواتین اساتذہ کے نا صرف اشتہار دیے جاتے تھے بلکہ پڑھی لکھی بیبیوں کو اس کارِ خیر میں حصہ لینے کی ترغیب بھی دی جاتی تھی تاکہ طبقہء نسواں کے حالات بدلے جا سکیں۔

ایس داس ایک باب بعنوان Women's part in education میں یہ سوال اٹھاتے ہیں کہ

> --- while the country with so high a traditional culture lagging on the whole so far behind in present day women 's education ?statistics tell us that among the Hindus only one girl is educated to eight boys, while among Muhammedans conditions's are still worse ,for only one girl is educated to eleven boys. Is this wholly due to priestly restrictions and the crushing power of custom, or does closer examination reveal anther important factor.(۹)

گورنمنٹ کی طرف سے مسلسل تعلیم نسواں کے لیے فنڈز اور سہولیات فراہم کی جارہی تھیں لیکن مسلم خواتین بالخصوص متوسط طبقے سے تعلق رکھنے والی خواتین کے لیے انگریزی حکومت کی طرف سے قائم ہونے والے مدارس کے راستے مسدود تھے۔اس کی کئی وجوہات ہیں جن میں مشنری سکولوں میں دی جانے والی تعلیم، پردے کے مسائل، تبدیلیٔ مذہب جیسے خطرات شامل تھے۔اس صورتِ حال کا ذکر مجلہ "خاتون" کے ایک ایڈیٹوریل میں اس طرح ملتا ہے۔

> "۱۹۰۵ کے بعد ہمارے صوبہ کی گورنمنٹ نے کئی لاکھ روپیہ تعلیم نسواں پر صرف کیا ہے ----سنہ رواں میں گورنمنٹ ایک لاکھ روپیہ تعلیم نسواں کے پھیلانے میں اور صرف کرے گی اور آئندہ سال بسال اس تعداد میں حسب ضرورت اضافہ کرتی جائے گی۔اب ہم کو یہ دیکھنا ہے کہ ہم کیا کر سکتے ہیں۔میں اس وقت حامیان تعلیم نسواں کو اور بالخصوص ان دوستوں کو جو تعلیم نسواں کے حامی ہیں گورنمنٹ کی پالیسی اور امسال کے دعوے کی طرف متوجہ کرتا ہوں کہ وہ اپنے اپنے شہروں میں کمیٹیاں قائم کریں اور سررشتہ تعلیم سے زنانہ مدارس کے لیے امداد طلب کریں اگر ہندو مسلمان دونوں مل کر اس کام کو کر سکیں تو اس سے بہتر کوئی بات نہیں۔(۱۰)

مجلہ "خاتون" میں تعلیمِ نسواں کے نصاب کے حوالے سے کئی مضامین لکھے گئے، جن میں 'نصاب تعلیم نسواں کی اسکیم'(۱۱)، 'گورنمنٹ کی طرف سے تعلیم نصابِ نسواں'(۱۲)، 'تعلیمِ نسواں'(۱۳)، شامل ہیں۔اس اقتباس سے اس کی اہمیت کا اندازہ ہوتا ہے:

مردوں کے نصاب میں سے مندرجہ ذیل مضامین عودتوں کے واسطے نکال لینے چاہیے

عقلی علوم: علم الانسان، علم نباتات، فلسفہ طبیعیہ، تشریح ابدان، علم الادویہ، علم فن، ولادت وغیرہ

مذاہب: علم المذاہب، تفسیر حدیث

فنون: فنونِ لطیفہ، موسیقی، شاعری

تاریخ: علم الآثار، تاریخ انگلستان، تاریخ ہند، تاریخ قدیم

ادب: بلاغت، انشاپردازی

سوانح عمریاں، علم ہندسہ، سفرنامے، فن حفظان صحت، مختلف فنون، اور کچھ اپنی طرف سے بڑھادیا جائے جس میں امورِ خانہ داری، کشیدہ کاری، اسباب معاشرت، تدبیر تنزل، نشست وبرخاست، سلیقہ داری، وغیرہ شامل ہیں۔ (۱۴)

"خاتون" اپنے تعلیمی مقاصد کے فروغ میں کامیابی سے اپنا سفر طے کر رہا تھا کہ ایک واقعے نے اس کی مخالفت میں ایک جمِ غفیر کھڑا ہو گیا۔ جس کا ذکر بیگم عبد اللہ کی سوانح عمری میں ملتا ہے کہ کس طرح مسز علی اکبر صاحبہ کی تصویر کی اشاعت پر ردِ عمل کا اظہار کیا گیا:

اکتوبر کے رسالہ "خاتون" میں میں نے مسز علی اکبر صاحبہ کا فوٹو شائع کر دیا۔ مسز علی اکبر عطیہ فیضی و زہرہ فیضی صاحبہ کے برادر حقیقی مسٹر علی اکبر انجینیر کی بیگم صاحبہ تھیں۔ انھوں نے کچھ عرصہ سے پردہ چھوڑ رکھا تھا۔ اور اپنا فوٹو کھچوا کر اس کی پانچ سو کاپیاں رسالے میں شامل کرنے کے لیے میرے پاس بھیجیں۔ میں نے ان کی خواہش کے مطابق اس رسالہ میں ان کی فوٹو کو جگہ دی۔ فوٹو کیا شائع ہوا معلوم ہوا کہ بھڑوں کے چھتے میں ہاتھ دے دیا۔ فوٹو کا نکلنا تھا کہ چاروں طرف سے اعتراضات کی بوچھار ہونے لگی۔ اخبارات نے اس موقع پر نہایت گندی اور عامیانہ باتیں لکھیں اور بجائے مسز علی اکبر پر حملہ کرنے کے مجھ پر اعتراضات کیے مگر ان حملوں میں کوئی اصولی بات نہیں تھی۔ (۱۵)

پردے اور تعلیم نسواں کے مسائل پر اس دور کی خواتین کی آراء کو بھی جگہ دی گئی۔ جن میں "خاتون" کی حمایت اور مخالفت میں دونوں طرح کے خیالات کو درج کیا جاتا تھا۔ بسا اوقات خواتین مضمون نگار ایک دوسرے کے خیالات کی نفی یا حمایت بھی مدلل انداز میں کرتی ہوئی نظر آتی ہیں۔ اس طرح کی تحریروں کے مطالعہ سے یہ بات بآسانی سمجھی جاسکتی ہے کہ زمانے کی بدلتی ہوئی صورتِ حال اور نو آبادیاتی اثرات مل کر ایک نئے ماحول اور نئے خیالات کو جنم دے رہے تھے۔ اس تہذیبی تنوع نے خواتین کے خیالات پر بھی اپنے اثرات مرتب ہوئے۔ اب وہ اپنی پہچان چاہتی تھیں، ایک ایسی پہچان جو مسلم خواتین کے تشخص کو برقرار رکھتے ہوئے سائنس اور ٹیکنالوجی کے دروازے بھی وا کرے۔

"خاتون" میں ایک مضمون بعنوان "پردے سے پردہ" شائع ہوا جس میں مصنفہ "عالیہ بیگم بنتِ مجیب احمد تمنائی" سہارنپور سے لکھتی ہیں کہ:

"۔۔۔۔۔ہمارے ہاں شرفاء میں میم کا گھر میں قدم رکھنا بھی کبیرہ گناہ میں داخل ہے اور لڑکیوں کو مدرسہ میں بھیجنا یا گھر ہی میں اعلیٰ تعلیم دلوانا بھی شرم و غیرت کے مارے گڑ جانے کا مقام ہے۔جب میم کے آنے پر اعتراض ہوتے ہیں اور لڑکیوں کے لیے مدرسہ کا نام لینا باعث ذلت و حقارت ہے اور گھر پر بھی تعلیم کا کافی انتظام نہیں ہو سکتا تو کیا تعلیم کا سر پھرا ہے کہ خود بخود عام ہو جائے گی اور پردہ سے پردہ کی شامت آئی ہے کہ وہ بقول مسز طفیل احمد صاحبہ کے خود بخود عام ہو جائے گا۔۔۔۔ہم کو سب سے اول یہ پست خیالیاں یہ بد گمانیاں اور بیہودہ پردہ سے پردہ کی رسم کو دور کرنا چاہیے جب ہی تعلیم عام پائے گی۔"(۱۶)

اس ضمن میں شیخ عبد اللہ اپنی یاداشتوں میں لکھتے ہیں کہ:

۔۔۔۔پردے کی بحث میں عورتیں بھی حصہ لے رہی تھیں اور کہتی تھیں کہ ہماری شرافت پردے ہی کی وجہ سے قائم تھی۔اب پردہ اٹھ جانے کے بعد وہ بھی خاک میں مل جائے گی۔ان اعتراضات کا جواب کبھی کبھی میں بھی اخبارات میں دیتا رہا اور نہایت احتیاط سے بحث کرتا رہا تھا کہ اشتعال پیدا نہ ہو۔۔۔۔ص ۳۰۶۔(۱۷)

شیخ عبد اللہ نے زنانہ کانفرنس علی گڑھ کا احوال اور اس میں شامل ریزولیوشنز پر بھی سیر حاصل معلومات مجلہ "خاتون" شمارہ میں بہم پہنچائی ہیں۔اس کانفرنس میں خواتین کی ایک بڑی تعداد نے شرکت کی جن میں ہر ہائنیس سرکار عالیہ بیگم صاحبہ بھوپال، نواب بیگم صاحبہ جنجیرہ اور زہرہ فیضی نے شیخ عبد اللہ اور بیگم عبد اللہ کے اس اقدام کو سراہتے ہوئے انہیں مبارکباد بھی دی۔کانفرنس کے اختتام پر خواتین کی شرکت کو شیخ عبد اللہ تعلیمی ترقی کا نتیجہ قرار دیتے ہوئے کہتے ہیں کہ:

"مجھ کو آخر میں اپنی ان جملہ قومی بہنوں کا شکریہ ادا کرنا ہے جو دور دراز مقامات سے جلسہ کی شرکت کی غرض سے تشریف لائیں۔اس بات کا ہم کو اس کانفرنس میں پورا اندازہ ہو گیا کہ عمدہ تعلیم انسان کی ہمت اور نیک ارادوں میں کس قدر تقویت دیتی ہے۔ تعلیم یافتہ خواتین نے قومی کام کی غرض سے دور دراز سفر کی زحمت گوارا کی باوجود پردہ کی دقتوں کے اسلامی خواتین اس اول کانفرنس میں شرکت کے لیے تشریف لائیں۔۔۔۔۔جناب فاطمہ بیگم صاحبہ ایڈیٹر شریف بی بی اور جناب مسز یعقوب صاحبہ ایڈیٹر تہذیبِ نسواں اور جناب نذر سجاد

صاحبہ سابق ایڈیٹر پھول اور جناب زہرہ فیضی صاحبہ ہماری قوم کی ان بیبیوں میں ہیں جن کی نسبت آئندہ نسلیں اعتراف کریں گی کہ وہ ہندوستان کی تعلیم کی شاہراہ ہیں۔ سب سے اول اپنی دوسری بہنوں کی رہنما بنی تھیں۔[۱۸]

اس کانفرنس میں مولوی ممتاز علی اور حاجی مولوی محبوب عالم صاحب ایڈیٹر پیسہ اخبار نے بھی شرکت کی۔ اسی جلسے میں ہی زنانہ مدرسے کے قیام کے لیے صاحبِ استطاعت خواتین ماہواری اور یکمشت مالی امداد کا اعلان بھی کیا جن کا ذکر اسی مضمون میں کیا گیا ہے۔ ان میں ہر ہائینس بیگم صاحبہ جنجیرہ، مسز شاہدین صاحبہ، مسز سلطان احمد صاحبہ، نفیس دلہن صاحبہ، محمود بیگم صاحبہ اور مسز خواجہ صاحبہ شامل ہیں۔

اسی کانفرنس کی روداد سے جلسے کے انعقاد کے مقاصد کی نشاندہی کی گئی ہے۔ مثلاً ہندوستانی خواتین میں اتحاد اور اتفاق پیدا کرنا، لڑکیوں کو دینی اور دنیوی تعلیم کے وسائل بہم پہنچانا، امورِ خانہ داری میں شائستگی اور اصلاح کی تدابیر کرنا، زنانہ اخبارات و رسائل کی ترقی و ترویج کے لیے کوششیں کرنا، علی گڑھ میں قائم سکول میں دیگر اضلاع سے لڑکیوں کے داخلے میں مدد دینا، اعلیٰ کتب کی تصنیف و تالیف کرنا۔ اسی حوالے سے مجلہ "خاتون" میں متعدد مضامین اور اداریے لکھے گئے۔ ان کے عنوانات درج کیے جاتے ہیں تاکہ اندازہ ہو سکے کہ ہندوستان کے کن کن علاقوں میں تعلیمِ نسواں کے مراکز قائم ہو چکے تھے اور کن علاقوں میں ہنوز اندھیرا چھایا ہوا تھا۔ "زنانہ مدرسہ علی گڑھ"[۱۹]، "زنانہ نارمل سکول علی گڑھ"[۲۰]، "روئد جلسہ کمیٹی، مدرسہ نسواں، علی گڑھ"[۲۱]، "سنگ بنیاد ہوسٹل زنانہ سکول علی گڑھ"[۲۲]، "مدرسہ نسواں علی گڑھ کی سالانہ رپورٹ"[۲۳]، "بنگال میں تعلیمِ نسواں"[۲۴]، "سخاوت میموریل گرلز سکول، کلکتہ"[۲۵]، "حیدرآباد کا زنانہ سکول"[۲۶]، "نیوزنانہ سکول حیدرآباد دکن"[۲۷]، اور "زنانہ انجمن حامئ تعلیمِ نسواں"[۲۸] وغیرہ میں اس حوالے سے معلومات ملتی ہیں۔

اس کے ساتھ ساتھ یہ طے پایا کہ اس طرح کی کانفرنس کو سالانہ بنیاد پر منعقد کیا جائے تاکہ خواتین کو ایسے مواقع میسر آئیں کہ مزید فعال انداز میں قومی خدمت کر سکیں۔ اسی کانفرنس میں کم سنی کی شادی کے حوالے سے بھی ریزولیوشن پاس کی گئی کہ کم از کم لڑکی کی شادی کی عمر ۱۶ سال ہونی چاہیے۔ متذکرہ بالا تمام کاروائی کو مدِ نظر رکھتے ہوئے یہ کہا جا سکتا ہے کہ خواتین کو تعلیم اور تربیت کے ذریعے مردوں کے شانہ بشانہ لانے میں مجلہ "خاتون" نے اہم کردار ادا کیا۔ اس سے پہلے جاری ہونے والے رسائل ذہنی اور فکری تربیت کر کے خواتین کو خانگی الجھنوں سے بچانے کے لیے کوشاں تھے جبکہ شیخ عبداللہ اور بیگم عبداللہ خواتین کو عملی میدان میں لا کر اپنی صلاحیتوں کا لوہا منوانے کا جتن کر رہے تھے۔ جس میں بورڈنگ سکول، علی گڑھ سکول اور مجلہ "خاتون" کی کامیابی ان کے مقصد کی تکمیل کے اہم ستون ثابت ہوئے۔

مجلہ "خاتون" نے خواتین کی تعلیم کا سفر جاری رکھنے میں اہم کردار ادا کیا اور ان کی انگریزی تعلیم کی طرف بھی توجہ دی گئی۔ایک مضمون میں اس مسئلے پر بحث کی گئی۔'لڑکیاں اور انگریزی تعلیم' کے عنوان سے یہ مضمون اظہر الدین بی اے نے لکھا، وہ اس میں لکھتے ہیں:

> انگریزی تعلیم عورتوں کے حق میں کس قدر مفید ثابت ہوگی اور آئندہ ان پر کیسا اثر پڑے گا محتاجِ بیان نہیں۔ میاں کتنا ہی تعلیم یافتہ کیوں نہ ہو، اپنی بیوی کی بوجہ اس کے کہ وہ آیا بالکل یا خاطر خواہ پڑھی لکھی نہیں ہے، اس سے زیادہ وقعت کی نگاہ سے نہیں دیکھتا کہ وہ بچہ پیدا کرنے والی ایک مشین ہے یا چلتی پھرتی ذی روح کٹھ پتلی ہے، جس کی تخلیق، محض اموراتِ خانہ داری کے لیے کی گئی ہے۔۔۔
>
> انگریزی دانی کی ضرورت سب سے زیادہ ارسال خطوط میں محسوس ہوئی ہے جیسے کہ انگلستان، جہاں اکثر لوگ بیرسٹری کی تعلیم حاصل کرنے کے لیے جاتے ہیں یا ہندوستان ہی میں بنگال و مدارس و بمبئی میں چند ایسے مقامات ہیں کہ انگریزی میں پتہ لکھ کر بھیجا جائے تو منزلِ مقصود کو پہنچ جاتا ہے۔[۲۹]

صرف یہی نہیں بلکہ معاشرے کی ذہنی تربیت کرکے انہیں اس طرح سے تبدیل کیا کہ وہ جو تعلیمِ نسواں کے حامی نہیں تھے وہ بھی اس کی حمایت کا اعلان کرنے لگے۔ "خاتون" کے دس سالہ اشاعتی سفر میں تعلیم نسواں کو ترجیحی بنیادوں پر شائع کیے جانے کا اندازہ فہرستِ مضامین سے بخوبی کیا جا سکتا ہے[۳۰]۔ شیخ عبداللہ نے تعلیمِ نسواں کے فروغ کے لیے مجلہ "خاتون" میں جو مضامین اور اداریے شامل کیے ان کو عملی شکل دینے کی بھی ہر ممکن کوشش کی اور اس قدر اثرات مرتب کیے کہ ایک کرائے کے گھر سے شروع ہونے والا چھوٹا سا مدرسہ آج ایک عظیم درس گاہ کی صورت میں سو سال سے زیادہ عرصہ گزار چکا ہے۔

حوالہ جات

۱۔ Purdah The Status of Indian Women ایس ایس پبلی کیشنز، نئی دہلی، ۱۹۴، ۱۹۳ ایس داس۔

۲۔ عبداللہ، شیخ۔ سوانح حیات بیگم عبداللہ مرحومہ۔ دہلی: کوہ نور پریس۔ ۱۹۵۴، ص ۱۶

۳۔ ماہوار "خاتون" علی گڑھ، جنوری ۱۹۰۸، ص ۲۳

۴۔ عبداللہ، شیخ۔ مشاہدات و تاثرات، ترتیب و تہذیب۔ اطہر صدیقی (مرتب)۔ ص ۳۱۰-۳۱۱

۵۔ ماہوار "خاتون" علی گڑھ، دسمبر ۱۹۰۴، ص ۲۵-۲۶

۶۔ ماہوار "خاتون" علی گڑھ، فروری مارچ ۱۹۰۵، ص ۶۰

۷۔ عبداللہ، شیخ۔ مشاہدات و تاثرات، ترتیب و تہذیب۔ اطہر صدیقی (مرتب)۔ ص ۳۱۱-۳۱۲

۸۔ ایڈیٹوریل۔ خاتون۔ شمارہ ۸، جلد ۸، اگست ۱۹۱۲، علی گڑھ۔ ص ۵۰

09. S.Das, Purdah: The Status of Indian Women-SS publications, pg 93-94

۱۰۔ ایڈیٹوریل۔ خاتون۔ شمارہ ۷، جلد ۴، جولائی، ۱۹۰۸، علی گڑھ۔ ص ۲۷۳

۱۱۔ ماہوار "خاتون" علی گڑھ، مئی ۱۹۰۷، ص ۲۲۹-۲۳۸

۱۲۔ ایضاً، ستمبر ۱۹۰۸، ص ۳۶۴-۳۶۶

۱۳۔ ایضاً، اگست ۱۹۱۱

۱۴۔ ایضاً، اگست ۱۹۱۱، ص ۳۵۰

۱۵۔ عبداللہ، شیخ۔ سوانح حیات بیگم عبداللہ مرحومہ۔ دہلی: کوہ نور پریس۔ ۱۹۵۴۔ ص ۲۹

۱۶۔ بیگم، عالیہ۔ "پردے سے پردہ" مشمولہ خاتون شمارہ ۸، جلد ۸، اگست۔ ۱۹۱۲۔ ص ۴۰

۱۷۔ عبداللہ، شیخ۔ مشاہدات و تاثرات، ترتیب و تہذیب۔ اطہر صدیقی (مرتب)۔ ص ۳۰۶

۱۸۔ ایڈیٹوریل۔ خاتون۔ شمارہ ۳، جلد ۱۰، فروری و مارچ۔ ۱۹۱۴۔ ص ۵۹

۱۹۔ ماہوار "خاتون" علی گڑھ، جون ۱۹۱۲، ص ۴۵-۵۲

۲۰۔ ایضاً، فروری ۱۹۰۸، ص ۸۹-۹۵

۲۱۔ ایضاً، جون ۱۹۱۱، ص ۲۸۵-۲۸۸

۲۲۔ ایضاً، نومبر ۱۹۱۱، ص ۵۱۸-۵۳۰

۲۳۔ ایضاً، ستمبر اکتوبر ۱۹۱۴، ص ۵۶-۶۵

۲۴۔ ایضاً، جون ۱۹۰۸، ص ۲۰۱-۲۱۰

۲۵۔ ایضاً، مئی، ص ۸-۹

۲۶۔ ایضاً، مارچ ۱۹۰۸، ص ۱۳۷-۱۳۹

۲۷۔ ایضاً، اکتوبر ۱۹۱۱، ص ۴۴۴-۴۵۲

۲۸۔ ایضاً، فروری ۱۹۱۴، ص ۸۹-۹۴

۲۹۔ ایضاً، اگست ۱۹۱۱، ص ۳۴۲

۳۰۔ زنانہ انجمنِ حامی تعلیم نسواں (نذر سجاد حیدر) مارچ ۱۹۱۴، زنانہ مدرسہ ء علی گڑھ، ایڈیٹر کا نوٹ، ۱۹۱۴، آل انڈیا مسلم لیڈیز کا نفرنس، اگست ۱۹۱۴، سخاوت میموریل گرلز سکول کلکتہ، شانِ الٰہی، مئی ۱۹۱۴، مدرسہ ء نسواں علی گڑھ کی سالانہ رپورٹ ستمبر اکتبر ۱۹۱۴، تعلیمِ نسواں، (سہر وردیہ) اپریل ۱۹۰۵، جوازِ تعلیمِ نسواں (سہر وردیہ) جولائی ۱۹۰۵، تعلیمِ نسواں، اگست ۱۹۰۵، تعلیمِ نسواں کے برے یا بھلے نتیجے (ایڈیٹر) ۱۹۰۵، اندرونِ پردہ تعلیم (مولوی عبدالحکیم صاحب) نومبر ۱۹۰۵، خاتون "عورتوں کی ضروریاتِ علمی، (ابو لکمال) اکتوبر ۱۹۰۸، تعلیمِ نسواں (چوہدری محمد احسان حسین)، ایک زنانہ کلب کی تحریک (ز۔ب بنت عطاء محمد خان صاحب) اگست ۱۹۱۲، نصابِ تعلیم نسواں (ایڈیٹر) جولائی ۱۹۰۴، تعلیم میں عورتوں اور مردوں کا حق برابر ہے (سید احمد دہلوی) ۱۹۰۴، تعلیمِ نسواں (سکندر جہاں بیگم) دسمبر ۱۹۰۴، ہند کی عورتوں سے علم کیوں اٹھ گیا (سید احمد دہلوی) دسمبر ۱۹۰۴، جوازِ تعلیم نسواں (سہر وردیہ) فروری مارچ ۱۹۰۵، تعلیم کی ضرورت (ایم۔فاطمہ) فروری مارچ، عورتوں کی اعلیٰ تعلیم (ضیاء الحسن علوی) مئی ۱۹۰۷، سنٹرل محمڈن لیڈیز ایسوسی ایشن علی گڑھ (بنت الباقر) نومبر ۱۹۰۷، تہذیبِ نسواں (جواد علی خان متعلم ندوہ) مارچ ۱۹۰۸

References in Roman Script

1. Purdah The Status of Indian Women, SS Publications, New Delhi, 193-194, S Das
2. Abdullah Sheikh, Swaneh Hayat Begum Abdullah Marhooma, Delhi, Kohi Noor Press, 1954, Page 16.
3. Mahwar “Khatoon” Ali Garh, January, 1908, Page 23.

4. Abdullah, Sheikh, Mushadiat wa Tasurat, Tarteeb wa Tehzeeb, Athar Siddiqui (Muratab) Page 310-311.
5. Mahwar "Khatoon" Aligarh, December, 1904, Page 25-26
6. Mahwar Khatoon, Aligarh, Feburar. March 1905, Page 60.
7. Abdullah Shekih, Mushadatat wa Tasurat, Tarteeb wa Tehzeeb, Athar Siddiqui (Muratab), Page 311-312
8. Editorial, Khatoon, Shumara 8, Jild 8, August, 1912. Aligarh. Page50
9. S.Das-Purdah: The Status of Indian Women-Ess Ess publications,pg 93-94
10. Editorial, Khatoon, Shumara 7, Jild 4 July 1908, Aligarh, Page 237
11. Mahwar "Khatoon" Aligarh, May 1907, Page 229-238
12. Ibid, September, 1908, Page 364-366
13. Ibid, August, 1911.
14. Ibid, August, 1911, Page 350.
15. Abdullah, Sheikh, Swaneh Hayat Begum Abdullah Marhooma, Delhi, Koh e Noor Press, 1954, Page 29.
16. Begum, Aliya, "Pardey sy Parda", Mashmoola Khaton, Shumara 8, August, 1912, Page 40.
17. Abdullah, Sheikh, Mushadat wa Tasurat, Tarteeb wa Tehzeeb, Athar Siddiqi (Muratab), Page 306.
18. Editorial, Khatoon, Shumara 3, Jild 10, Feburary wa March 1914, Page59.
19. Mahwar "Khatoon" Aligarh, June, 1912, Page45-52
20. Ibid, Feburary 1908, Page 89-98.
21. Ibid, June 1911, Page 285-288.
22. Ibid, November, Page 518-530.
23. Ibid, September October 1914, Page 56-65
24. Ibid, June 1908, Page 201-210.
25. Ibid, May 8-9.
26. Ibid, March 1908, Page 137-139
27. Ibid, October, 1911, Page 444-452.
28. Ibid, Feburary 1914, Page 89-94.
29. Ibid, August, 1911, Page 342.

30. Zanana Anjuman Hami Taleem Niswa (Nazar Sajjad Haider) March 1914, Zanana Madrasa, Aligarh, Editor ka note, 1914 Al India Muslim Leaders Conference, August 1914, Sakhawat Memorial Girls School Kulkata, Shane Elahi, May 1914, Madrsa Niswa Aligarh ki salan Septmebt Ocober 1914, Taleem e Niswa (Sherwardia) April 1905, Jawaz e Taleem Niswa (Sehrwardia) July 1905 Aleem Niswa August 1905, Taleem Niswa k bury ia bhaly natijiy (Eidotr) 1905, Androon Parda Taleem (Molve Abdul Hakeem Sahib) November 1905, Khatoon, Aurto ki Zaruriat Elmi (Abul Kamal) October 1908, Taleem Niswa (Ch M Ehsan Hussain), Ek Zanana Club ki Tehreek (Z B Bint Atta M Khan Sb) August 1912, Nisab Taleem Niswa (Editor) July 1904 Taleem Main Aurton or mardo ka Haq barabar hy (Syed Ahmed Delhvi) 1904, Taleem Niswa (Sikandar Jaha Begum) Dec 1904, Hind ki aurto sy ilm keu oth gea (Syed Ahmed Delhvi) Dec 1904, Jawaz e Taleem Niswa (Sehwrdia) Feb March 1905, Taleem ki Zarurat (M Fatima) Feb March, Aorto ki ala taleem (Zia ul Hassan Alvi), May 1907, Ceneral Muhdin Ladies Association Aligarh (Bint albaqir) Nov 1907, Tehzeeb Niswa (Jawad Ali Khan Mutalim Nadva) March 1908.